اکائی: 5 (1) قصصی شاعری (2) تعلیمی شاعری

اکائی کے اجزاء

5.1.1 مقصد
5.1.2 تمہید
5.1.3 قصصی اور ملحمی شاعری کا فرق
5.1.4 قصصی شاعری کی اہمیت وافادیت
5.1.5 قصصی شاعری کے عناصر
5.1.6 قصصی شاعری کی قسمیں
5.1.7 قصصی شاعری کی خصوصیات
5.1.8 عربی کی قصصی شاعری
5.1.9 قصصی شاعری کے نمونے
5.1.10 خلاصہ
5.1.11 نمونے کے امتحانی سوالات
5.1.12 فرہنگ
5.1.13 مطالعہ کے لیے معاون کتابیں

اکائی: 5.1 قصصی شاعری

5.1.1 مقصد

پانچویں اکائی دوحصوں پر مشتمل ہے(1) قصصی شاعری (2) تعلیمی شاعری

اس لیےاس حصے میں ہم قصصی شاعری کے بارے میں پڑھیں گے۔اکائی کے اس جزء کو پڑھ کرآپ شعر کی اس فنی صنف یعنی قصصی شاعری کے بارے میں جانیں گے کہ یہ کیا ہے، اس کی غرض وغایت کیا ہےاوراس کی اہم فنی خصوصیات کیا ہوتی ہیں۔

5.1.2 تمہید

قصصی شاعری کو بیانیہ، رزمیہ، حماسی اور ملحمی شاعری بھی کہتے ہیں۔شعری پیکر میں پیش کیے جانے والے قصے یاداستان کوقصصی شاعری کہتے ہیں گویا یہ ایک منظوم داستان ہوتی ہے جو اپنے جلو میں شاعر کی اپنی ذات، اپنے قبیلے، خاندان، ملک یا عام نوع انسانی سے متعلق ایسے واقعات رکھتی ہے جس میں فخر ومباہات، غیر معمولی کارنامے، بہترین اور محیر العقول کرداراور تقریباً مافوق الفطری افعال کو پیش کیا جاتا ہے۔اس صنف شاعری میں شاعراپنا ایک خیالی یا حقیقی ہیرواورآئیڈیل بھی رکھتا ہے۔یہ آئیڈیل یا ہیرو حقیقی یا افسانوی انداز میں جومہمات سرکرتا ہےان کے حوالے سے یہ باور کیا جاتا ہے کہ شاعر کا جس قوم یا ملک سے تعلق ہے، تاریخی اعتبار سے اسی نے یہ مہمات سر کی ہیں یاواقعاتی اعتبار سے اسے اس طرح کی مہمات سرکرنی چاہیے۔یہی وجہ ہے کہ شاعری کی یہ قسم اپنے دامن میں رزم گاہوں کے واقعات، سنسنی خبریں اور جنگجویانہ سرگرمیوں کو چھپائے ہوئے ہوتی ہے۔ہومیروس کی منظوم داستان ایلیڈ، فردوسی کا ترتیب دیا ہوا شاہ نامہ، اورگرو ویاس کی 'مہابھارت' کوشاعری کی اسی صنف میں شمار کیا جاتا ہے۔

5.1.3 قصصی اور ملحمی شاعری میں کچھ فرق بھی ہے؟

یوں تو وہ تمام شاعری جس کے اندر شاعرعہد گزشتہ کی تاریخ اوراپنے قبیلے وقوم پر بیتے ہوئے یادگار واقعات وحوادث کو بیان کرتا ہےاور جس میں گاہے وہ افسانہ آمیزی بھی کرتا ہے، قصصی و ملحمی شاعری کہی جاتی ہے تاہم بعض ژرف بیں ناقدین نے دونوں میں فرق بھی کیا ہے چناں چہ وہ کہتے ہیں کہ ملحمہ (ج: ملاحم) قصصی شاعری کا جزء تو ہوسکتا ہے لیکن ہر قصصی شاعری کو ملحمہ قرار نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ عربی ادب اور دیگر زبانوں کے ادب میں ایسی بہت سی قصصی شاعری پائی جاتی ہے جس میں عشقیہ داستانیں اور افسانوی کردار ہیں جیسا کہ خود امرؤالقیس کی شاعری میں اس طرح کے نمونے ہمیں ملتے ہیں اور عمر بن ربیعہ نے عورتوں کی حکایتیں اپنے اشعار میں نقل کی ہیں، لیکن ظاہر ہے اس طرح کی شاعری کو ملحمہ نہیں کہا جاسکتا بلکہ ملحمہ سے اس کی کوئی نسبت بھی نہیں ہے۔اس لیے اگر ہم ملحمی شاعری کو قصصی شاعری کا نام دے بھی دیں تو کم از کم یہ ممکن نہیں کہ ہر قصصی شاعری کو ملحمہ قرار دیں۔

گویا عرب ناقدین نے بالعموم ملحمی اور قصصی شاعری کو گرچہ الگ الگ نہیں رکھا ہے بلکہ دونوں کو ایک ہی باب کا حصہ بنا دیا ہے اور یہ باور کیا ہے کہ دونوں ایک ہی صنف کے الگ الگ نام ہیں اور ایک ہی سکے کے دورخ ہیں مگر حقیقت میں ملحمہ جیسا کہ خود مغربی ناقدین نے اس کی تعریف کی ہے کہ: ''محیر العقول بہادری اور جواں مردی کے کارناموں کی شعری داستان'' ایک مخصوص نوعیت کی قصصی شاعری ہے۔

5.1.4 قصصی شاعری کی اہمیت وافادیت

محیرالعقول جواں مردی و بہادری کے عظیم کارناموں اور کرداروں سے عبارت وہ طویل شعری داستان جو کسی قومی یا انسانی مقصد سے ترتیب دی جائے قصصی شاعری (بیانیہ) اور ملحمی شاعری (رزمیہ) کہلاتی ہے گویا یہ شاعری فن داستان کا ایک حصہ ہوتی ہے اس میں شاعر بس اپنے مشاہدات کو شعری قالب میں پیش کر دیتا ہے چناں چہ یہ صنفِ شاعری وجدانی یا ذاتی شاعری نہیں ہوا کرتی بلکہ خالص موضوعاتی شاعری ہوتی ہے اس میں شاعری بس اسی قدر ہے کہ شاعر اپنی قوتِ خیال کے سہارے محیرالعقول واقعات کو نظم کر دیتا ہے کیوں کہ کسی جہانِ خیال کی جلوہ نمائی شعر سے ہی ممکن ہے۔

رزمیہ میں داستان طویل ہوتی ہے۔ اس کے واقعات قوموں اور نسلوں کے درمیان برپا ہونے والے بڑے بڑے معرکوں کی تاریخ پر محیط ہوتے ہیں گویا اس طرح بیانیہ اور رزمیہ شاعری:

1- تاریخی ورثوں کا نچوڑ ہوتی ہے۔
2- قومی مفاخر کا ماحصل ہوتی ہے۔
3- ماضی کو حاضر سے ہم آہنگ کرنے کا سبب بنتی ہے۔
4- ملک وقوم کے جملہ افراد کے اندر قومی یا وطنی روح پھونکنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہاں تک کہ لوگ کہتے ہیں کہ: ''جس قوم کے پاس رزمیہ داستان نہ ہو وہ بے روح قوم ہے کہ اس کے پاس کوئی تاریخ ہے نہ کوئی عظیم کردار''
5- رزمیہ شاعری عوام کے عقائد وافکار اور اخلاق وکردار کی دستاویز ہوتی ہے۔
6- یہ عوام کی روح اور قوم کا رجحان ہوتی ہے۔
7- انسانی نفسیات کی آئینہ دار ہوتی ہے کیوں کہ یہ آزادی وخودداری اور بلند حوصلگی کی دنیا میں سطوت وشوکت، جلال وجبروت اور بالادستی وبرتری کا غلغلہ بلند کرتی ہے۔

5.1.5 قصصی شاعری کے عناصر

شعری پیکر میں جو داستان نظم کی جاتی ہے اس کے عناصر ترکیبی قصہ اور داستان کے عناصر ترکیبی سے ملتے جلتے ہیں دونوں کے اندر تقریباً ایک جیسی ترکیبی وحدت پائی جاتی ہے۔ چناں چہ رزمیہ و بیانیہ شاعری کا مرکزی نقطہ کوئی اہم واقعہ ہوتا ہے جس کے اردگرد کردار چلتے پھرتے نظر آتے ہیں اور درمیان میں گاہے گاہے کچھ نغمات اور راگ لائے جاتے ہیں جو ایک طرح سے وقفۂ استراحت ہوتے ہیں تاکہ کرداروں اور کارناموں کی طویل داستان سنتے سنتے درمیان میں آنے والی سستی کو کافور کیا جا سکے۔

دوسرے لفظوں میں رزمیہ اور بیانیہ شاعری کے اندر قصے کے تمام بنیادی فنی عناصر جلوہ گر ہوتے ہیں یعنی (1) بیانِ حکایت، (2) منظر نگاری و پیکر تراشی، اور (3) مکالمہ جیسے قصے کے بنیادی فنی عناصر اس میں ضرور ملتے ہیں۔ بیانِ حکایت میں قصے کے واقعات پیش کیے جاتے ہیں، منظر نگاری اور پیکر تراشی میں کرداروں کو پیش کیا جاتا ہے اور مکالمے کے اندر وہ گفتگو نقل کی جاتی ہے جو کرداروں کے بول ہوتے ہیں۔ ان تمام چیزوں کو برتنے کے لیے الگ الگ اور نوع بہ نوع اسالیب کی ضرورت پڑتی ہے، کبھی سوالیہ اسلوب درکار ہوتا ہے تو کبھی تعجب وحیرت کا اسلوب اور کبھی امر ونہی اور زجر وتوبیخ کے اسالیب۔

5.1.6 قصصی شاعری کی قسمیں

بیانیہ اور رزمیہ شاعری کی دو قسمیں پائی جاتی ہیں۔

1- حقیقی اور فطری رزمیہ 2- مصنوعی اور افسانوی رزمیہ

1- حقیقی اور فطری بیانیہ اور رزمیہ وہ ہوتا ہے جو فی الواقع کبھی ابتدائے وجود میں کسی قوم کے ساتھ پیش آیا ہوتا ہے پھر اس کے واقعات بعد کے لوگوں میں زبان زدِ ہر خاص و عام ہوجاتے ہیں اور ان کی عظمت دلوں میں بیٹھ جاتی ہے۔ شاعر انھی واقعات کو اپنی ژرف نگاہی، عبقریت، ذہانت اور معنی آفرینی کے ذریعہ یکجا کر کے اور مختلف نغموں سے انھیں ہم آہنگ کر کے ان میں ایک زبردست فنی تاثیر بھر دیتا ہے جیسا کہ ہم ہومیروس کی ایلیڈ وغیرہ میں محسوس کر سکتے ہیں۔

2- مصنوعی اور افسانوی رزمیہ اور بیانیہ شاعری وہ ہوتی ہے جو دراصل شاعر کی اپنی اپج ہوتی ہے۔ اسے ہم علمی بیانیہ اور رزمیہ کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ شاعر جس طرح کے ماحول اور سماج میں بود و باش رکھتا ہے، جیسی کچھ علمی و تہذیبی اس کی اٹھان ہوتی ہے، اسی انداز سے کسی تاریخی موضوع کو اختیار کر کے اس میں وہ خیال آفرینی کے جوہر دکھاتا ہے اور عجیب و غریب قسم کے حیرت ناک کارناموں اور کرداروں سے آراستہ ایک طویل شعری قصہ تراشتا ہے۔

غور کیا جائے تو مذکورہ دونوں قسم کی قصصی شاعری اپنی ساخت، موضوع اور مضمون کے اعتبار سے اصلاً ایک ہی طرح کی شاعری ہوتی ہے فرق بس اتنا ہوتا ہے کہ تاریخی زمانہ جدا ہوتا ہے اور ان کے ظہور کا انداز بھی الگ ہوتا ہے۔

5.1.7 قصصی شاعری کی خصوصیات

بیانیہ اور رزمیہ شاعری کی کچھ اہم خصوصیتیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

1- اس صنف شاعری کے موضوعات متواتر چلنے والی جنگیں اور ان کے مختلف معرکوں میں شریک بہادر افراد ہوتے ہیں۔

2- اس صنف شاعری میں حقیقت کا خیال سے اور وقائع کا اساطیر سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔

3- قصصی شاعری کے اندر شاعر کی اپنی ذات اور شخصیت نظروں سے اوجھل رہتی ہے کیوں کہ وہ ذاتی و وجدانی نہیں بلکہ موضوعاتی شاعری کر رہا ہوتا ہے۔

4- اس کے اشعار ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں یعنی بیانیہ و رزمیہ شاعری بالعموم طویل تر ہوتی ہے۔

5- طویل نظم ہونے کے باوجود اس کے اندر ایک گونہ وحدت و یگانگت باقی رہتی ہے جس کی بندش کوئی ایک مرکزی واقعہ و حادثہ ہوتا ہے جس سے بہت سے ذیلی و ثانوی حوادث جنم لیتے ہیں جو باہم ایک دوسرے سے پیوستہ ہوتے ہیں اور اسی طرح ایک مرکزی شخصیت ہوتی ہے جو آخر تک ایک ایک کر کے حوادث کو انجام تک لے جاتی ہے۔

6- اس صنف شاعری کو اس وقت قصصی کہتے ہیں جب موضوع کوئی قصہ یا داستان ہوا کرتا ہے۔ اور ملحمی اس وقت کہتے ہیں جب بڑے بڑے بہادروں، سورماؤں اور ہیروز کی زندگیاں اس کا اصل موضوع ہوا کرتی ہیں۔

5.1.8 عربی زبان میں قصصی شاعری

عالمی ادب میں قصصی شاعری اپنے جن فنی لوازم کے ساتھ پائی جاتی ہے، اس طرح ہمیں عربی زبان میں گرچہ یہ صنفِ شاعری دیکھنے کو نہیں ملتی تاہم عربی زبان وادب میں بہت سے ایسے شعری ذخیرے موجود ہیں جنھیں ہم بیانیہ ورزمیہ شاعری کے خانے میں رکھ سکتے ہیں مثال کے طور پر احمد محرم کے ''دیوان مجد الإسلام'' اور ''الإلیاذة الإسلامیة'' کو پیش کر سکتے ہیں جن میں عرب شاعر نے مغربی ومشرقی شعراء کی طرح عربی شاعری میں بھی بیانیہ و رزمیہ کو برپا کیا ہے۔ احمد محرم اپنے رزمیہ کا موضوع اسلامی تاریخ سے اخذ کرتا ہے اور غزواتِ رسولؐ کو بالخصوص بیان کرتا ہے۔

بعد ازاں دوسرے عرب شعراء نے بھی اس صنفِ شاعری میں طبع آزمائی کی جن میں بالخصوص احمد شوقی، عمر ابوریشہ، بولس سلامہ اور خالد فرج کے نام نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں۔

5.1.9 قصصی شاعری کے نمونے

ذیل میں عربی بیانیہ ورزمیہ شاعری کے بعض اشعار دیے جاتے ہیں جو دراصل احمد محرم کے ملحمہ سے لیے گئے ہیں۔ وہ کہتا ہے:

إملأ الأرضَ يَا محمدُ نوراً   واغمرالناسَ حكمةً والدّهورا

حجبتك الغيوبُ سرّاً تجلّى   يكشف الحُجُبَ كلّها والسُّتُورا

ترجمہ: اے محمدؐ کائنات کو نور سے جگمگا دیجیے اور انسانوں کو ہر زمانے میں حکمتوں سے مالا مال کر دیجیے۔

بادلوں نے ایک ایسے راز کو چھپا رکھا تھا کہ جب وہ ظاہر ہوا تو تمام حجابات کو چاک کر دیا اور جملہ حقیقتوں کو بے نقاب کر دیا۔

جاء دين الهدى وهبّ رسول الله   يحمي لواءه المنشورا

ترجمہ: دین ہدایت جلوہ نما ہوا اور اس کے لہراتے ہوئے علم کو لے کر اللہ کے رسول اٹھ کھڑے ہوئے۔

يا لَلدِّيَارِ تَهُزُّها نشواتُها   أهي الأناشيد الحسانُ تُرَتَّلُ

فَكَأَنَّما في كلِّ مغنىً روضةٌ   وكَأَنَّما في كل دارٍ بلبلُ

ترجمہ: یہ کون سا دیار ہے جس کے در و دیوار مست ہو کر جھوم رہے ہیں یا پھر یہ زبردست قسم کے بہترین نغمے ہیں جو زبانوں پر جاری ہیں۔
ایسا لگ رہا ہے کہ ہر ایک گھر میں چمنستان ہے اور ہر ایک مکان میں کوئی بلبل نغمہ سنج ہے۔

5.1.10 خلاصہ

شعری پیکر میں پیش کیے جانے والے قصے یا داستان کو قصصی شاعری کہتے ہیں یا ایسا موزوں ومقفی شعر جو کسی ایسے مختصر قصے کا حامل ہو جس کے اجزاء مکمل اور عناصر موزوں ومناسب ہوں۔ قدیم عربی اشعار میں چوں کہ بالعموم ذاتی جذبات اور وجدانی کیفیات کی ترجمانی ہوتی تھی اور زندگی کے مختلف مراحل ومواقع کا بیان ہوتا تھا اس لیے دوسرے پہلو برائے نام ہی جگہ پاتے تھے۔ چناں چہ قدیم عربی زبان میں قصصی شاعری کے نمونے بس نام کے ہیں۔ البتہ جدید عربی شاعری میں عالمی ادب سے اختلاط وتاثر کے نتیجہ میں ہمیں کچھ شعراء ضرور ایسے دکھائی دیتے ہیں جنھوں نے اس صنف شاعری کو باضابطہ عربی زبان میں برتا ہے۔

5.1.11 نمونے کے امتحانی سوالات

1- بیانیہ اور رزمیہ شاعری کے مختلف ناموں کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی ایک جامع تعریف قلم بند کیجیے۔

2- کیا بیانیہ اور رزمیہ شاعری میں کچھ فرق بھی ہے؟

3- رزمیہ شاعری کی اہمیت اجاگر کیجیے۔

4- بیانیہ شاعری کے ضروری عناصر کیا ہے؟ تفصیل سے لکھیے۔

5- عربی زبان کے بعض رزمیہ گو شعراء کے نام لکھیے۔

5.1.12 فرہنگ

ملحمه ج ملاحم	جنگ
محير العقول	ایسی بات جس سے عقل دنگ رہ جائے
مافوق الفطری	خلاف فطرت یا ایسی چیز جو عام انسانی طاقت اور معمولات سے پرے ہو۔

5.1.13 مطالعہ کے لیے معاون کتابیں

1-	شعرالحرب في أدب العرب	الدكتور زكي المحاسني
2-	الأدب و فنونه دراسة و نقد	الدكتور عزالدين إسماعيل
3-	النقد الأدبي	أحمد أمين

اکائی: 5.2 تعلیمی شاعری یا تعلیمی نظمیں

5.2.1 مقصد

5.2.2 تمہید

5.2.3 تعلیمی شاعری عربی زبان میں

5.2.4 تعلیمی نظموں کی اہمیت

5.2.5 تعلیمی نظموں کی قسمیں

5.2.6 تعلیمی شاعری کا فنی قالب

5.2.7 تعلیمی شاعری کی خصوصیات

5.2.8 تعلیمی نظموں کے نمونے

5.2.9 خلاصہ

5.2.10 نمونے کے امتحانی سوالات

5.2.11 فرہنگ

5.2.12 مطالعہ کے لیے معاون کتابیں

5.2.1 مقصد

اکائی کے اس جزء کو پڑھ کر شاعری کے ایک اہم فنی حصے سے طالب علم واقف ہوگا۔اور وہ دیکھے گا کہ مضامین اور اسالیبِ بیان کے اعتبار سے شاعری کی یہ فنی اکائی کس طرح گزشتہ اقسام شاعری سے الگ اور ممتاز ہے۔

5.2.2 تمہید

تعلیمی شاعری بیک وقت علم بھی ہے اور فن بھی، عقل بھی ہے اور خیال بھی چناں چہ کہا جاتا ہے کہ تعلیمی شاعری میں شعری اور نثری دونوں خصوصیات پائی جاتی ہیں۔اس شاعری کا مقصود تعلیم وتربیت اور آموزشِ اخلاق ہے۔

تعلیم وتعلم کے میدان میں انسان نے جب ترقی کے منازل طے کیے اور علم وفن کی جداگانہ شناخت قائم ہوئی تو شعراء نے بہت سے علمی مضامین کو شعری قالب عطا کرنا شروع کیا تا کہ طلبہ اور دوسرے اہل علم کے لیے وہ دل چسپ ہوسکیں اور بہ آسانی ان کے حافظے کا حصہ بن جائیں۔

5.2.3 تعلیمی شاعری (عربی زبان میں)

عربی زبان وادب کے مورخین اور اہل علم تعلیمی نظموں اور تعلیمی شاعری کے حوالے سے مختلف الخیال ہیں چناں چہ بعض نے اسے عجم سے آئی ہوئی صنفِ سخن مانا ہے تو بعض نے اس کی جڑیں خود عربوں کے یہاں تلاش کی ہیں۔مشہور ادیب وناقد احمد امین کے خیال میں یہ صنف سخن هندي الأصل ہے یعنی ہندستانی تہذیب وثقافت کے طفیل یہ عربوں کے یہاں پہنچی۔جب کہ جرمن مستشرق یوہان فک نے عربی تعلیمی شاعری کو فارسی ثقافت کا حصہ باور کیا ہے۔طہ حسین نے اس کی جڑیں یونانی تہذیب میں دیکھی ہیں جب کہ شوقی ضیف کے بقول یہ صنفِ سخن خالص عربی ہے۔

عربی زبان میں تعلیمی شاعری یا تعلیمی نظمیں عباسی عہد کی پیداوار ہیں۔اس سے پہلے عربی شاعری اس صنفِ سخن سے تقریباً ناآشنا تھی۔مشہور بسیار گو بصری شاعر اَبان بن عبدالحمید اللاحقي کو عربی زبان میں اس صنف سخن کا بنیاد گزار تسلیم کیا جاتا ہے۔یہی وہ شاعر ہے جس نے معروف کتاب 'کلیلہ ودمنہ' کو پانچ ہزار اشعار پر مشتمل اپنی طویل تعلیمی نظم کے اندر شعری جامہ عطا کیا ہے۔

5.2.4 تعلیمی نظموں کی اہمیت

اگر چہ بہت سے مورخین اور ادباو ناقدین تعلیمی شاعری کو سرے سے شاعری ہی نہیں تسلیم کرتے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ تو بس نام کی شاعری ہے تاہم عربی تعلیمی نظموں کی افادیت کو یکسر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ان نظموں نے جس طرح سے طلبہ اور اہل علم کو بہت سے علوم وفنون کو ازبر کرنے اور انھیں زبان زدِ خاص وعام بنانے میں جو رول ادا کیا ہے اس کا اعتراف نہ کرنا قرینِ انصاف نہیں ہے۔لہٰذا ذیل میں مختصراً ان نظموں کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

1- تفصیلی مضامین اور مفصل بحثوں کو جامعیت اور اختصار کے ساتھ نظم کر دینے سے پورا ایک موضوع بہ آسانی طالب علم کی گرفت میں آجاتا ہے اور مختصر وقت میں وہ اسے ازبر کر لیتا ہے۔

2- علوم وفنون کا مذاکرہ آسان ہوجاتا ہے۔

3- ان نظموں سے طالب علم کو مختصرات کو سمجھنے اور جامع متون کو مفصل بنانے کی صلاحیت بہم پہنچتی ہے۔

4- بہت سے علوم وفنون انھی نظموں کی بہ دولت آج تک محفوظ اور غلطیوں سے پاک چلے آ رہے ہیں۔

5- یہ نظمیں علم اور ادب کا حسین امتزاج ہیں۔

6- یہ نظمیں طلبہ میں بدوِ شعور سے ہی تعلیم و تعلم کا ذوق پیدا کر دیتی ہیں۔

7- یہ نظمیں دقیق اور خشک موضوعات و مضامین کو اپنی دل کش اور حسین تعبیرات کے ذریعہ دل چسپ اور مفید بنا دیتی ہیں۔

5.2.5 تعلیمی نظموں کی قسمیں

موضوعات کے اعتبار سے ہم تعلیمی نظموں کی درج ذیل تقسیم کر سکتے ہیں۔

1- اصول اخلاق وعقائد پر مشتمل نظمیں

2- سیرت وتاریخ پر مشتمل نظمیں

3- مختلف علوم وفنون اور صنعت وحرفت کے موضوعات ومتعلقات پر مشتمل نظمیں

5.2.6 تعلیمی شاعری کا فنی قالب

عربی زبان کی تعلیمی شاعری کا یوں تو کوئی مخصوص قالب نہیں ہے البتہ ان تعلیمی نظموں کو دیکھنے اور جائزہ لینے سے ان کا جو رنگ و آہنگ بالکل صاف نظر آتا ہے، وہ یہ ہے کہ بیش تر نظمیں ''اُرجوزہ'' ہیں اور ''بحر رجز'' میں نظم کی گئی ہیں۔ یہاں تک کہ مشہور ادیب و ناقد مصطفیٰ صادق رافعی کے بقول: ''اہل علم کا اتفاق ہے کہ تعلیمی نظمیں رجز کے قالب میں ہوتی ہیں جن کے دونوں مصرعوں کا قافیہ الگ الگ ہوتا ہے یہاں تک کہ لوگوں نے اس قسم کی شاعری کو اسی وجہ سے ''حمار الشعر'' کہا ہے کہ اس میں بہ آسانی کچھ بھی تصرف کیا جا سکتا ہے۔''

بحر رجز کو ہی تعلیمی نظموں کے لیے زیادہ تر برتے جانے کی شاید وجہ یہ رہی ہو کہ یہی وہ بحر ہے:

1- جو سب سے زیادہ آسان اور سہل ہے۔

2- اس میں موضوعات ومضامین کو سمیٹنے کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے۔

3- یہ ترنم اور نغمگی سے بھرپور ہوتی ہے۔

4- مختلف علوم وفنون کی باریکیوں کو بیان کرنے کی اس میں زیادہ گنجائش موجود ہے۔

5- اس بحر کو حافظے سے خاص مناسبت ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دوسری بحروں میں تعلیمی نظمیں بالکل ناپید ہیں چناں چہ بحر طویل اور بحر رمل وغیرہ میں بھی ہمیں عربی تعلیمی نظمیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

5.2.7 تعلیمی شاعری کی خصوصیات

تعلیمی نظموں کی اپنی کچھ امتیازی خصوصیات ہوتی ہیں جن کی بہ دولت وہ دوسری اصنافِ شاعری سے ممیّز وممتاز ہوتی ہیں۔ ذیل میں ان خصوصیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1- شعوری تأثر وانفعال کی کمی اور عقلی خطاب پر زور:

تعلیمی شاعری میں سارا زور عقلی اپیل پر ہوتا ہے اور ذہن و دماغ کو مخاطب کر کے باتیں نظم کی جاتی ہیں، یہ اہتمام قطعی نہیں ہوتا ہے کہ شاعرانہ تخیل اور شعور کو جگہ دی جائے اور تاثر وانفعال کی کیفیات کو پیدا کیا جائے چناں چہ تعلیمی شاعری کے لیے عقلی بالیدگی، ذہن کی تندی اور مختلف علوم وفنون کی باریکیوں پر دسترس ہونا ضروری ہے تاکہ پوری عقلی مہارت اور ذہانت کے ساتھ شاعر انھیں طالب علم کے سامنے دو دو چار کی طرح واضح انداز میں رکھ سکے۔ پھر چوں کہ اس طرح کی نظموں کے اصل مخاطب طلبہ ہوتے ہیں یا وہ لوگ ہوا کرتے ہیں جن کے فہم وشعور کا معیار کچھ زیادہ بلند نہیں ہوا کرتا اور بہت حد تک احساسات وجذبات سے عاری بھی ہوتے ہیں اس لیے بھی تخیل و وجدان کے بجائے اس صنفِ شاعری میں عقلی لوازم کو ہی بروئے کار لایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے اگر مضمون اور موضوع علوم وفنون ہوں، بحث مبدأ ومعاد اور فقہی مسائل کی ہو، مقصود تاریخ وسیرت اور نحو وصرف کی آموزش ہو تو پھر جذبات وشعور کا اس میں کہاں گزر ہو گا۔

2- بے کیف، خشک اور بوجھل عبارت:

چوں کہ تعلیمی نظموں کا اصل مقصد مضمون کو حفظ کرانا اور معانی کو ذہن نشیں کرانا ہوتا ہے اس لیے درازنفسی اور طول بیانی کے بجائے کم الفاظ میں زیادہ معانی کو سمونے کی بالقصد کوشش کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے عبارت بے کیف، مغلق اور خشک رہ جاتی ہے اور آمد کے بجائے آورد کا نمونہ ہوتی ہے۔

3- شعری پیکر:

اگرچہ تعلیمی شاعری کی شکل وصورت نظم کی ہوتی ہے تاہم نظم کی تمام شکلیں اور شعر کی تمام بحریں اس صنف شاعری میں جگہ نہیں پا سکی ہیں چناں چہ محدود شعری پیکر اس شاعری کی ایک اہم شناخت بن گیا ہے جیسے اراجیز کی شکلیں، دوبیتی اور دوسری بحروں کی تعلیمی نظمیں۔

4- موضوعات کا تنوع:

جن شعراء نے تعلیمی نظموں میں طبع آزمائی کی ہے ان کا موضوع کوئی ایک نہیں رہا ہے بلکہ الگ الگ اور مختلف موضوعات کو انھوں نے شعری جامہ عطا کیا ہے چناں چہ تاریخ، سیرت، فقہ، قصے، فرقے، نجوم وافلاک اور نحو وصرف جیسے بہت سارے موضوعات کو ان شعراء نے موضوعِ بحث بنایا ہے۔

5.2.8 تعلیمی نظموں کے نمونے

ذیل میں تعلیمی شاعری کے کچھ نمونے درج کیے جاتے ہیں تاکہ اوپر جو کچھ امتیازات وخصوصیات اس صنف شاعری کے لکھے گئے ہیں انھیں طالب علم خود دیکھ لے۔

مشہور لغوی اور نحوی عالم علی بن حمزہ کسائی (متوفی ۱۸۹ ہجری) نے نحو کے موضوع پر اپنے ایک قصیدے کو کچھ یوں شروع کیا ہے:

1 - إنّما النّحوُ قياسٌ يُتّبَعُ وَبِهِ في كل أمر يُنتَفَعُ

2 - فإذا ماأَبصَرَ النَّحوَ فتىً مَرَّ في المنطقِ مَرّاً فاتّسعُ

3 - وَإذا لم يبصر النّحوَ فتىً   هَابَ أن ينطق جُبنًا فا نقطع

4 - فتراه ينصب الرفع وما   كان من خفض ومن نصب رفع

5 - يقرأ القرآن لا يعرف ما   حرّف الإعرابَ فيه وصنع

ترجمہ:1- نحوایک معیاراور پیمانے کا نام ہے جس کی پیروی کی جاتی ہےاوراس سے ہر بات میں فائدہ پہنچتا ہے۔

-2 چناں چہ اگر کوئی شخص یا طالب علم نحو پر توجہ دے دیتا ہے تو وہ گفتگو میں فراٹے بھرتا ہے۔

-3 اور اگر کوئی نوجوان یا طالب علم نحو سے غفلت برتتا ہے تو وہ گفتگو کرنے سے بھاگتا اور بات کرنے سے جھجکتا ہے اور بالآخر بے زبان ہو کے رہ جاتا ہے۔

-4 ایسا طالب علم مرفوع لفظ کو نصب دیتا ہے اور منصوب و مجرور کلمات کو مرفوع پڑھنے کی غلطیاں کرتا ہے۔

-5 وہ قرآن کی جب خواندگی کرتا ہے تو اسے یہ پتا نہیں ہوتا کہ اس نے زبر، زیر اور پیش میں کہاں کہاں ڈنڈی ماری ہے اور اس نے لفظ کو کیا سے کیا بنا دیا ہے۔

اسی طرح عربی زبان میں تعلیمی نظموں کے سالار شاعر أبان اللاحقي نے كليلہ و دمنہ کو نظم کرتے ہوئے کہا ہے:

هذا كتاب أدب و محنة   وهوالذي يدعى كليلة و دمنة

فيه خيالات وفيه رشد   وهو كتاب وضعته الهند

فوصفوا آداب كل عالم   حكاية عن ألسن البهائم

وهو على ذاك يسيرالحفظ   لذّ على اللسان عند اللفظ

ترجمہ: یہ ادب آموزی اور تطہیرِ اخلاق کی کتاب ہے اس کا نام کلیلہ و دمنہ ہے۔ اس میں افکار و خیالات بھی ہیں اور رشد و ہدایت بھی اس کتاب کے خالق اہل ہند ہیں انھوں نے چوپایوں کی زبان سے تمام جہان کے آداب کو بیان کیا ہے۔

تاہم یہ کتاب جلد یاد ہو جانے والی ہے اور اس کی ادئیگی و خواندگی زبان کو خوش گوار لگتی ہے۔ آگے لکھتا ہے:

وَإنّ مَن كان دَنِيَّ النفس   يرضى من الأرفع بالأخس

كمثل الكلب الشقي البائس   يفرح بالعظم العتيق اليابس

وَإنّ أهل الفضل لا يرضيهم   شيئٌ إذا كان لا يغنيهم

كالأسدالذي يصيد الأرنبا   ثم يرى العير المجد هربا

ترجمہ: بلاشبہ جو شخص گھٹیا طبیعت کا ہوتا ہے وہ اعلی و ارفع چیز کے مقابلے میں معمولی چیز پر قانع ہو جاتا ہے۔ جیسے قسمت کا مارا ہوا بے بس بھوکا کتا پرانی سوکھی و روکھی ہڈی پر خوش ہو اٹھتا ہے۔

جب کہ بلند طبیعت اور شریف لوگوں کو ایسی چیز راس نہیں آتی جو ان کی ضرورت پوری کرنے والی اور کام آنے والی نہ ہو۔ گویا وہ اس شیر کی مانند ہوتے ہیں جو خرگوش کا شکار تو کر لیتا ہے تاہم جب اسے تر و تازہ اور فربہ گورخر نظر آ جاتے ہیں تو وہ اسے چھوڑ کر ان کی طرف چل پڑتا ہے۔

5.2.9 خلاصہ

تعلیمی شاعری ایک صنف شاعری ضرور ہے لیکن بہت زیادہ مثالی شاعری نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کے اندر ہمیں دل ودماغ اور احساس وشعور کی کوئی ہلچل نظر نہیں آتی، وفور خیالات کا فقدان ہوتا ہے اور جذبات معدوم ہوتے ہیں۔ تعلیمی شاعری میں شعری اور نثری دونوں طرح کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ چوں کہ تعلیمی شاعری کا اصل مقصود علوم وفنون کے حقایق اور اصول وضوابط کی تعلیم ہے اس لیے ضروری ہے کہ وہ واضح اور قابل فہم بھی ہو اور شعری جمال وفنی حسن سے آراستہ بھی، تاکہ قاری وسامع اور متعلم کے لیے بے زاری کے بجائے لطف ولذت کا باعث ہو۔ اسی طرح اس میں کچھ موسیقی کے سُر اور غنائی رنگ وآہنگ بھی موجود ہونا ضروری ہے تاکہ اشارات وکنایات کو سمونے کی اس میں صلاحیت زیادہ پائی جائے کیوں کہ معانی ومضامین کا بیان استعارے کے پیرائے میں بھی ہوا کرتا ہے۔ البتہ تعلیمی شاعری کا اصل زور معنی ومضمون پر ہوا کرتا ہے۔

5.2.10 نمونے کے امتحانی سوالات

1- تعلیمی شاعری ایک موضوعاتی شاعری ہے وضاحت کیجیے۔
2- تعلیمی شاعری کے فنی محاسن بتائیے۔
3- تعلیمی نظموں کے فنی قالب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔
4- تعلیمی نظموں کی اہمیت اجاگر کیجیے اور کچھ نمونے کے اشعار بھی لکھیے۔
5- تعلیمی شاعری کوئی مثالی شاعری نہیں ہے کیوں؟ وضاحت کیجیے۔

5.2.11 فرہنگ

اُرجوزہ	بحر رجز کا قصیدہ (ج: اراجیز)
حمار الشعر	شعر کا گدھا مراد ایسی شاعری جس میں تصرفات کی بہت زیادہ گنجایش پائی جائے۔ جس طرح گدھے پر بہت زیادہ بار برداری کی جاسکتی ہے۔
تطہیرِ اخلاق	اخلاق کو پاکیزہ بنانا، اچھے اور ستھرے اخلاق کی پرورش کرنا
مغلق	گنجلک، پیچیدہ
آموزش	سکھانا، پڑھانا، یاد کرانا

5.2.12 مطالعہ کے لیے معاون کتابیں

1- النقد الأدبی — أحمد أمين
2- الجامع في تاريخ الأدب العربي — حنّاالفاخوري